بُلِٹن جنوری ۲۰۱۲ء

ختمِ نبوت کی داعی واحد جماعت

حضرت محمد مصطفیٰ (ﷺ) کے بعد کوئی نبی نہیں، نہ نیا نہ پُرانا

مدیر
شاہد عزیز

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اعلانات اور خبریں

انگلستان

نماز جمعہ ۱۲:۳۰ بجے دوپہر

مجالس

مجلس عامہ ۳ بجے بعد دوپہر یکم جنوری ۲۰۱۲ء

اخبار احمدیہ

نئی پرنٹنگ مشین

ممبران کو یہ سُن کر خوشی ہوگی کہ جماعت نے ایک نئی پرنٹنگ مشین خریدی ہے۔ یہ ڈیجیٹل مشین ہے اور کمپیوٹر سے براہ راست پرنٹ کرتی ہے۔ اِس طرح پرنٹنگ کی کوالٹی بہت عمدہ ہوتی ہے کیونکہ پہلے کمپیوٹر سے کاغذ پر پرنٹ نہیں کرنا پڑتا۔ اِس مشین کے ساتھ ایک سٹیپلر بھی ہے جس سے چھوٹے چھوٹے پمفلٹ براہ راست سٹیپل کر کے ایک بک لیٹ بنایا جا سکتا ہے۔ توقع ہے کہ اِس مشین کے خریدنے سے جماعت کے پرنٹنگ کے کام میں بہت بہتری آئے گی۔ درخواست ہے کہ اِس پروجیکٹ کی کامیابی کے لئے دُعا کریں۔

قادیانی خلافت

حضرت ڈاکٹر بشارت احمد

(گزشتہ سے پیوستہ)

(۳) ومن کفر بعد ذٰلک سے کون لوگ مراد ہیں؟

ومن کفر بعد ذٰلک فاولٰئک ھم الفاسقون میں یہ امر متنازعہ فیہ ہے کہ من کفر کے مصداق کون لوگ ہیں۔ کفر کا لفظ قرآن میں مذہبی اصطلاح میں دومعنوں میں استعمال ہوا ہے۔ ایک بمعنی انکار دوسرے بمعنی ناشکری۔ انکار کے معنی تو یہاں نہیں ہوسکتے کیونکہ اول تو خلافت داخل ایمانیات نہیں کہ اس کا ضد کفر بمعنی انکار ہو۔ دوم کَفَرَ کے بعد بھم نہیں کہ کسی خاص شخص یا قوم کا انکار اس سے نکل سکتا ہے۔ سوم یہاں کسی عقیدے پر بحث نہیں بلکہ وعدوں کے رنگ میں ایک انعام دینے کا ذکر ہے۔ اورانعام پانے کے مقابلہ میں جب کفر کا لفظ آئے گا تو ہمیشہ بمعنی ناشکری آئے گا نہ کہ بمعنی انکار جیسا کہ قرآن کریم میں آتا ہے لئن شکرتم لازیدنکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید (پ۱۳۔ع۱۴) اگر شکر کروگے تو میں ضرور ضرور تم کو زیادہ دوں گا۔ اور اگر ناشکری کروگے تو پھر بے شک میرا عذاب بھی سخت ہے۔ چہارم یہاں قوم کو خلافت کا وعدہ دیا جارہا ہے۔ اور کسی قوم کی خلافت یا سلطنت کا انکار کرنا کسی کو فاسق نہیں بنادیتا۔ پنجم اس آیت کو جب ہم قرآن کی دوسری آیات کی روشنی میں پڑھتے ہیں جس میں قوموں کو خلافت دینے کا ذکر ہے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان قوم کے ایمان اوراعمال صالحہ بجالانے پر جہاں ایک طرف خلافت یعنی زمین

میں وارث بننے کے انعام کا وعدہ فرمایا ہے تو دوسری طرف ناشکری اور بدعہدی کرنے پر اس انعام کے چھن جانے کے وعید سے ڈرایا ہے۔ جیسا کہ دوسری آیات قرآنی سے اس پر روشنی پڑتی ہے۔

پہلی مثال

ایک جگہ فرماتے ہیں ھو الذی جعلکم خلٰئف فی الارض ورفع بعضکم فوق بعضٍ درجٰت لیبلوکم ما اٰتکم ان ربکم سریع العقاب وانہٗ لغفورٌ رحیم (پ۸۔ع۸) یعنی وہی تو خدا ہے جس نے تم کو زمین میں خلیفے بنایا اور تم میں سے ایک کو دوسرے پر بلحاظ درجات کے برتری دی تا کہ جو کچھ خدا نے تمہیں دیا ہے اس میں تمہیں آزمائے۔ بیشک تیرا رب جلدی سزا بھی دینے والا ہے اور بیشک وہ مغفرت کرنیوالا اور رحم کرنیوالا بھی ہے۔'' اس آیت میں صاف طور پر مذکور ہے کہ انسان کو خلیفے بنا کر اللہ تعالیٰ آزماتا ہے۔ اگر ناشکری اور بدعہدی کریں تو سزا کی وعید سناتا ہے اور فرماں برداری اور شکر گذاری کریں تو مغفرت اور رحم کی بشارت دیتا ہے۔

دوسری مثال

اسی طرح دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے ثم جعلنا کم خلٰئف فی الارض من بعدھم لننظر کیف تعملون (پ۱۱۔ع۷) پھر ہم نے تم کو ان کے بعد زمین میں خلیفے بنایا تا کہ ہم دیکھیں کہ تم کیسا عمل کرتے ہو۔ یہاں بھی آیت استخلاف کی طرح خلافت کو ایسے اعمال کیساتھ مشروط رکھا ہے جو خدا کے منشا کے مطابق ہوں ورنہ خلافت کے چھن جانے کی وعید سنا دی ہے۔

تیسری مثال

ایک اور جگہ حضرت موسیٰ اور ان کی قوم کا ذکر فرمایا اور یہ بالخصوص توجہ کے لائق ہے کیونکہ زیر بحث آیت استخلاف میں کما استخلف الذین من قبلھم فرما کر بوجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مثیل موسیٰ ہونے کے موسیٰ کی قوم سے خاص طور پر مماثلت بیان فرمائی ہے۔ بنی اسرائیل حضرت موسیٰ سے فرعون کی ایذاؤں کی شکایت کرتے ہیں اس پر حضرت موسیٰ فرماتے ہیں۔ عسیٰ ربکم ان یھلک عدوکم ویستخلفکم فی الارض فینظر کیف تعملون (پ۹۔ع۸) نزدیک ہے کہ تمہارا رب تمہارے دشمنوں کو ہلاک کر دیگا اور تم کو زمین میں خلیفے بنائیگا اور پھر دیکھے گا کہ تم کیسے عمل کرتے ہو دوسرے لفظوں میں یہ کہ خلافت کا برقرار رہنا تمہارے اعمال پر منحصر ہوگا فینظر کیف تعملون کی دوسری جگہ خود حضرت موسیٰ کی زبان سے قرآن تفسیر کرتا ہے فرماتا ہے واذقال موسیٰ لقومہٖ اذکروا نعمۃ اللّٰہ علیکم اذ انجٰکم من اٰل فرعون یسومونکم سوء العذاب ویذبحون ابنائکم ویستحیون نساء کم وفی ذلکم بلاءٌ من ربکم عظیم واذ تاذن ربکم لئن شکرتم لازیدنکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید وقال موسیٰ ان تکفروا انتم ومن فی الارض جمیعاً فان اللّٰہ لغنی حمید (پ۱۳۔رکوع ۱۳-۱۴) اور جب کہا موسیٰ نے اپنی قوم سے کہ یاد کرو اللہ کی نعمت کو جو تم پر ہوئی جبکہ اس نے نجات دی تم کو فرعون کے لوگوں سے جو تم کو سخت عذاب دیتے تھے۔ اور تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے تھے اور تمہاری عورتوں کو زندہ رکھتے تھے۔ اور اس میں تمہارے رب کی طرف سے بڑی آزمائش تھی۔ اور جبکہ جتلایا تھا تمہارے رب نے کہ اگر تم شکر کرو گے تو میں ضرور تم کو اور زیادہ دوں گا اور اگر ناشکری کرو گے تو بیشک میرا عذاب بہت سخت ہے اور موسیٰ نے کہا کہ اگر تم اور زمین میں جو بھی ہیں سب کے سب ناشکری کریں تو یاد رکھو اللہ بے نیاز اور تعریفوں والا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس آیت میں اس نعمت کا ذکر ہے جو عسیٰ ربکم ان یھلک عدوکم ویستخلفکم فی الارض میں مذکور ہے یعنی دشمن کی ہلاکت اور خلافت کا انعام اور فینظر کیف تعملون کے مقابلہ میں لئن شکرتم لازیدنکم ولئن کفرتم انّ عذابی لشدید پڑا ہوا ہے یعنی تمہارے عمل دیکھے جائیں گے اگر عمل سے تم نے ثابت کر دیا کہ تم خدا کی اس نعمت کا شکر کر رہے ہو اور اس کی منشاء کے مطابق کام کرتے ہو تو یہ خلافت کی نعمت اور زیادہ بڑھتی جائے گی۔ لیکن اگر عمل سے یہ ظاہر ہوا کہ ناشکر گزار رہوا اور خدا کا عہد توڑتے ہو تو پھر نہ صرف یہ نعمت چھن جائے گی بلکہ عذاب کے بھی مستحق ٹھہر جاؤ گے۔ ٹھیک اسی طرح آیت استخلاف میں مسلمانوں کیلئے خلافت کا انعام عمل کے ساتھ وابستہ کیا ہے اور اس انعام کی شرائط توڑنے اور کفران نعمت کے مرتکب ہونے پر ان کو فاسقوں یعنی عہد شکنوں اور نافرمانوں کی ذیل میں رکھا ہے اور ان کے لئے بھی وہی سزا مقرر فرمائی

ہے۔ جوایسے لوگوں کی ہوا کرتی ہے یعنی سلب نعمت اور عذاب۔

چوتھی مثال

ایک اور آیت بھی عرض کئے دیتاہوں جس سے صاف نظر آتا ہے کہ **من کفر بعد ذٰلک** میں مراد وہی لوگ ہیں جنہیں خلافت دی گئی تھی۔ فرماتے ہیں **ھو الذی جعلکم خلٰئف فی الارض فمن کفر فعلیہ کفرہٗ** (پ۲۲۔ ع۱۴) وہی تو خدا ہے جس نے زمین میں تم کو خلیفے بنایا۔ پس جو کفر یعنی ناشکری کرے گا۔ پس اس کفر یعنی ناشکری کا وبال خود اسی پر پڑے گا۔ یہاں خدا نے اپنی نعمت کا ذکر فرمایا ہے کہ کسی قوم کو خدا اپنے فضل سے خلیفہ بناتا ہے پھر اگر وہ قوم کفر یعنی ناشکری کرے تو اس کفر یعنی ناشکری کا وبال خود اسی قوم کو ہی بھگتنا پڑتا ہے۔ دیکھ لو وہی قوم جو خلیفہ بنتی ہے وہی کفر کی مرتکب ہونے پر عذاب کی مستحق ٹھہر جاتی ہے۔

وعدۂ خلافت ایمان اور عمل صالح کیساتھ مشروط ہے

الغرض ان آیات کی روشنی میں متنازعہ فیہ آیت **من کفر بعد ذٰلک فاولٰئک ھم الفاسقون** کو پڑھنے سے صاف بغیر کسی شک وشبہ کے نظر آتا ہے کہ مسلمانوں سے جو وعدہ خلافت کا کیا گیا تھا وہ ایمان اور اعمال صالحہ کیساتھ مشروط تھا کفران نعمت کی صورت میں چونکہ وہ خود فسق یعنی نافرمانی اور بدعہدی کے مرتکب قرار پائیں گے اس لئے اگر یہ نعمت خلافت ان سے چھن جائے اور اپنے کفران نعمت کا وبال انہیں بھگتنا پڑے تو یہ خدا کی طرف سے بدعہدی نہ ہوگی بلکہ خود ان کا اپنا قصور ہوگا جنہوں نے خدا کے عہد کو توڑ کر خلافت کی نعمت کو ہاتھ سے گنوا دیا۔ کیا آجکل کے واقعات اور تاریخ اسلام آیت استخلاف کی اس تفسیر پر آئینہ کی طرح گواہ نہیں؟ کیا واقعات عالم سے بڑھکر کوئی صحیح تفسیر ہوسکتی ہے؟ جب قرآن کریم کی دوسری آیات اور خود واقعات عالم کسی آیت کی تفسیر پر گواہ ہوں تو پھر اس کی صداقت میں کوئی شک باقی نہیں رہ جاتا۔ پس محمودیوں کا لاہوری احمدیوں پر فاسق کا فتویٰ بار بار دینا محض ان کے حسد اور بغض کا ابال ہے۔ والّا اس کے اندر حقیقت کوئی نہیں۔ مجھے ڈر ہے کہ مومنوں کو ناحق فاسق کہنے والوں کی سزا کہیں یہی تو نہیں کہ کفر کی طرح فاسق کا فتویٰ بھی پلٹ کر خود ان پر ہی آپڑتا ہو؟ میں مفتی نہیں یہ کسی مفتی سے سوال کرنا چاہیئے۔

(۱) **لیستخلفنّھم** کا فاعل

ایک سوال کا حل

آیت استخلاف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے جو وعدہ خلافت کا جناب الٰہی نے فرمایا تھا اس میں آیا نعمائے ظاہری وباطنی دونوں شامل تھے یا نہیں؟ اس کا حل نہایت آسانی سے یوں ہوسکتا ہے کہ اسی آیت میں **کما استخلف الذین من قبلھم** فرما کر جتلا دیا تھا کہ مسلمانوں کو اسی قسم کی خلافت ملے گی جس قسم کی ان سے پہلے لوگوں کو ملی اور چونکہ بجوائے آیت **انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھداً علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولا** (المزمل) کہ بے شک ہم نے تمہاری طرف رسول بھیجا ہے جو تم پر گواہ ہے۔ ویسا ہی جیسا کہ فرعون کی طرف رسول بھیجا تھا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مثیل موسیٰ ہیں اس لئے صاف پتہ چلتا ہے کہ امت محمدیہ کی خلافت میں بھی اسی قسم کی نعماء ہونی چاہئیں جو امت موسویہ کی خلافت میں تھیں۔

خلافت امت موسویہ کی نعمائے ظاہری وباطنی

امت موسویہ کی خلافت میں جن نعمائے ظاہری وباطنی کا نزول ہوا وہ اسی آیت میں مجملاً مذکور ہیں۔ فرماتے ہیں **و اذ قال موسیٰ لقومہٖ یقوم اذکروا نعمۃ اللّٰہ علیکم اذ جعل فیکم انبیاء و جعلکم ملوکا** (پ۶۔ ع۱۰) اور جب کہا موسیٰ نے اپنی قوم سے کہ اے میری قوم یاد کرو اللہ کی نعمت کو جو تم پر ہے۔ جب بنائے اس نے تم میں نبی اور بنایا تم کو بادشاہ گویا حضرت موسیٰ کی قوم کو جو خلافت ملی اور وہ زمین کی وارث ہوئی تو ان کو نعمت ظاہری تو یہ ملی کہ اس قوم کو بادشاہت عطا فرمائی اور چونکہ خدا کی شریعت کے مطابق بادشاہت کا وارث کوئی شخص واحد نہیں ہوتا بلکہ ساری قوم ہوتی ہے اس لئے ساری قوم کو کہا ہے کہ **جعلکم ملوکا** کہ تم کو بادشاہ بنایا یعنی قوم کو سلطنت عطا کی مگر نبی چونکہ خدا کی طرف سے بذریعہ وحی مامور ہوتا ہے اور اس کی خلافت ایک شخصی خلافت ہوتی ہے کیونکہ نبوت ایک خاص شخص سے مختص ہوتی

ہے اس لئے جعل فیکم انبیاء فرمایا کہ تم میں انبیا پیدا کئے ہاں یہ بھی سچ ہے کہ نبوت شخص خاص سے مختص ہونے کی وجہ سے ایک نعمت ضرور ہوتی ہے کیونکہ قوم کی باطنی اصلاح اور روحانی ترقی یعنی اسے نعمائے باطنی سے متمتع کرنے کے لئے ماموروں اور نبیوں کا ظہور ہوتا ہے۔ پس ان کا وجود بجائے خود ایک روحانی نعمت ہوتا ہے جو ایک وارثِ خلافت قوم کو نصیب ہوتا ہے اور اس لئے روحانی پہلو سے وہ قومی خلافت کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے دوسرے لفظوں میں یہ کہ قومی خلافت کی نعمتوں میں سے یہ بھی ایک نعمت ہے کہ اس کے افراد شخصی روحانی خلافتوں سے بہرہ یاب ہوں یعنی بذریعہ وحی والہام مجددیت یا نبوت پر ماموروں جن سے قوم کی روحانیت ترقی کرے۔ پس امت موسویہ کی خلافت میں نعمائے ظاہری وباطنی کی تکمیل کے لئے ایک طرف تو قوم کو سلطنت عطا فرمائی اور دوسری طرف ان میں انبیاء مبعوث ہوئے۔

لیستخلفنّھم کا مفعول

مصلحین اُمت محمدیہ اور انبیاء بنی اسرائیل

اب چونکہ آیت استخلاف کی رو سے اُمتِ محمدیہ کی خلافت کو امت موسویہ کی خلافت سے مماثلت ہونی چاہئے اس لئے نعمت ظاہری کو پورا کرنے کے لئے تو اللہ تعالیٰ نے اُمت محمدیہ کو سلطنت عطا فرمائی جس سے جعلکم ملوکاً کی مماثلت پوری ہوگئی اور باطنی نعمت کی تکمیل کے لئے آپ کی امت میں مجددین کا سلسلہ قائم کیا جنہیں انبیاء بنی اسرائیل سے خاص طور پر مماثلت حاصل ہے جیسا کہ حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل اور العلماء ورثة الانبیاء سے صاف ظاہر ہے۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب قرآن نے خاتم النبیین قرار دیا تو حضور نے امت کو یہ خوشخبری سنائی کہ اگرچہ اب نبی کوئی نہیں آئیگا لیکن مجدد آئیں گے۔ جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے ان اللّٰہ یبعث فی ھذہ الامة علیٰ رأس کل مائة سنةِ من یجددلھا دینھا ۔ بیشک اللہ مبعوث فرمائے گا اس امت میں ہر صدی کے سر پر ایک شخص کو جو دین کی تجدید کرتا رہے گا۔

مصلحین اُمت محمدیہ کو مجدد کیوں کہا جاتا ہے؟

یہاں یہ سوال ہوسکتا ہے کہ بنی اسرائیل میں جو لوگ اصلاح کے لئے آیا کرتے تھے انہیں تو نبی اور رسول کہا جاتا تھا تو امت محمدیہ کے مصلحین کو کیوں صرف مجدد کہا جاتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن سے پہلے جو کتاب اور شریعتیں نازل ہوئیں گو وہ اپنے زمانہ اور قوم کے لئے کافی تھیں مگر ہر پہلو سے مکمل نہ تھیں کہ ہر طبقہ اور ہر قوم ہر ملک اور ہر زمانہ کے لئے اس میں کامل طور پر ہدایات موجود ہوتیں اور تمام اصول حقہ کا احقاق اور اصول باطلہ کا ابطال اس میں موجود ہوتا اس لئے پہلے زمانہ میں یہ ضرورت واقعی ہوتی رہتی تھی کہ باوجود ایک کتاب کے موجود ہونے کے جیسے مثلاً توریت ہے خدا کی طرف سے ایسے مامورین آتے رہے ہیں جو نئے حالات کے ماتحت جس قسم کی تعلیم کی ضرورت اس امت کو پیدا ہوا اللہ تعالیٰ سے وحی پا کر وہ ضروری احکام اس امت تک پہنچاتے رہیں۔ اور خدا کے حکم سے شریعت میں ترمیم وتنسیخ یا اس کی تکمیل کرتے رہیں اس لئے شریعت کی اصطلاح میں یہ مامور نبی اور رسول کہلاتے۔

(جاری ہے)

درخواست دُعا

آپ کو یہ شمارہ ملنے تک مرکز کا عالمی سالانہ دُعائیہ اپنے اختتام تک پہنچ چکا ہوگا۔ دُعا کریں کہ سابقہ اجتماعوں کی طرح یہ بھی خیر و عافیت اور کامیابی کے ساتھ مکمل ہوا ہو۔ جماعت کے کئی قیمتی وجود بیمار ہیں اُن کی مکمل صحت کے لئے بھی دُعا فرمائیں۔ اس سب سے بڑھ کر اپنے مرکز کی حفاظت و بقا کے لئے سربسجود ہوں۔ وہ خُدا جو حضرت ابراہیم پر آگ ٹھنڈی کرسکتا ہے وہ اُس آگ کو بھی ٹھنڈا کر سکتا ہے جو ہمارے عزیزوں کو گھیرے ہے۔ ساری دُنیا کے مسلمانوں کے لئے دُعا کریں کہ خُدا اُنہیں محفوظ رکھے اور ہر ابتلاء سے بچائے۔ یہ ہمارے امتحان کے دِن ہیں دُعا کریں کہ ہم سب اِس امتحان میں سرخرو ہوں۔

(آمین)

شائع کردہ
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام (لاہور) یو کے
15 Stanley Ave,Wembley, UK HA0 4JQ
www.virtualmosque.co.uk